سوال

(115) مسجد میں آنے سے روکنا اور کفار کا مسجد میں داخل ہونا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک شخص مسجد میں جمعے کی نماز پڑھنے جاتا تھا۔ بعض آدمیوں نے اس کو منع کیا کہ تم اس مسجد میں نماز پڑھنے

مت آوَ۔ جو لوگ خانہ خدا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منع کرتے ہیں، ان کا حکم اللہ جل شانہ کے نزدیک کیا ہے؟

نمازِ جمعہ کے ادا ہونے میں فقہ کی کتابوں میں سات شرطیں لکھتے ہیں، ان میں سے ایک شرط اِذنِ عام ہے، جیسا کہ اور شرط کے نہ پائے جانے سے جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، مثلاً جماعت اور ظہر کا وقت شرط ہے۔جماعت اور ظہر کا وقت نہ پائے جانے سے جمعہ درست نہیں ہوگا، اسی طرح اِذنِ عام کے نہ پائے جانے سے جمعہ درست ہوگا یا نہیں اور کافروں کو مسجد میں آنے دینا درست ہے یا نہیں؟ مدلل بحوالہ کتب بیان فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

: جو شخص خانہ خدا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت سے منع کرے، وہ بہت بڑا ظالم ہے اور دنیا میں اُن لوگوں کے واسطے رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

اللہ جل شانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے :

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ١١٤ [البقرة]

''اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے جو منع کرتا ہے مسجدوں سے اللہ کی، یہ کہ ذکر کیا جائے بیچ ان کے نام اس کا اور سعی کرتا ہے بیچ ویران کرنے ان کے کہ یہ لوگ نہیں لائق تھا واسطے ان کے یہ کہ داخل ہوں ان میں مگر ڈرتے ہوئے، واسطے ان کے بیچ دنیا رسوائی اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا۔''

علامہ ابو سعود بن محمد العمادی حنفی اپنی تفسیر ابو سعود میں اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں :

''وھذا الحکم عام لکل من فعل ذلک فی أي مسجد کان، وإن کان سبب النزول فعل طائفة معینة فی مسجد مخصوص'' انتھی[1]

یہ کلمہ عام ہے۔ جو شخص جس مسجد سے منع کرے، وہ اس آیت کی وعید شدید میں داخل ہوگا۔ تفسیر مظہری میں ہے :

''إنما أورد لفظ الجمع، وإن كان المنع واقعا على مسجد واحد، لأن الحكم عام، وإن كان المورد خاصا'' انتھی[2]

[اگرچہ یہ ممانعت ایک مسجد سے ہوئی تھی، لیکن اس کے لیے جمع کا لفظ استعمال کیا ہے، کیوں کہ اس کا حکم عام ہے، اگرچہ اس کا سبب خاص ہے]

تفسیر جلالین میں ہے :

''وسعیٰ في خرابھا بالھدم والتعطيل، نزلت إخبارا عن الروم الذين خربوا بيت المقدس، أو في المشركين لما صدوا النبي صلی اللہ علیہ وسلم عام الحديبية عن البيت'' انتھی[3]

[یعنی اسے گراکر اورویران کر کے خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ آیت رومیوں کے متعلق آگاہ کرنے کےلیے نازل ہوئی، جنھوں نے بیت المقدس کو ویران کردیا تھا یا مشرکین مکہ کے متعلق، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ والے سال بیت اللہ جانے سے روک دیا تھا]

امام حافظ الدین عبد اللہ بن احمد النسفی (متوفی ۷۰۱ھ) اپنی تفسیر ''مدارک التنزیل'' میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں :

''وھو حكم عام لجنس مساجد الله، وأن مانعھا من ذكر الله مفرط في الظلم، والسبب فيه طرح النصاریٰ في بيت المقدس الأذی، ومنعھم الناس أن يصلوا فيه أو منع المشركين رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أن يدخل المسجد الحرام عام الحديبية، وإنما قيل مساجد الله، وكان المنع علیٰ مسجد واحد، وھو بيت المقدس أو المسجد الحرام، لأن الحكم ورد عاما، وإن كان السبب خاصا'' [4] انتھی

[یہ حکم ہر مسجد کو شامل ہے اوریقینا مساجد میں اللہ کے ذکر سے روکنے والاحد درجہ ظالم ہے۔ اس کا سبب نصاریٰ کا بیت المقدس میں گندگی پھینکنا اورلوگوں کواس میں نماز پڑھنے سے روکنا ہے یا مشرکین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ والے سال مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکنا ہے۔ آیت میں جمع کا لفظ ''مساجد اللہ'' (اللہ کی مسجدیں) بولا گیا ہے، حالانکہ یہ ممانعت ایک مسجد بیت المقدس یا مسجد حرام سے ہوئی تھی، کیوں کہ یہ حکم عام ہے، اگرچہ اس کا سبب خاص ہے]

خاتم المحدثین والمفسرین مولانا شاہ عبدالعزیز۔ قدس سرہ۔ محدث دہلوی۔ تفسیر ''فتح العزیز'' میں فرماتے ہیں : أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ﴿٩﴾ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ﴿١٠﴾ سورة العلق

''کیا دیکھا تونے اس شخص کو جو منع کرتا ہے اور روکتا ہے بندے کو جب چاہتا ہے کہ نماز پڑھے۔''

''حق بندے کا یہی ہے کہ اپنے پرورد گار کی عبادت ہاتھ اورپاؤں سے اوردل اورزبان سے بجالائے اورایسی عبادت جوان سب باتوں کو جامع ہو، سوائے نماز کے نہیں ہے اور حق خدا کا یہ ہے کہ معبود ہو ہر عبادت میں، پھر اس منع کرنے والے نے بندے کا حق بھی تلف کیا اورخدا کا حق بھی تلف کیا تو اس کی سرکشی اورنافرمانی خدا سے اوراس کے بندوں سے بھی ثابت ہوئی ہے اوریہ شخص ابوجہل تھا۔ کئی مرتبہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے سے منع کیا تھا، بلکہ یہ کہا تھا کہ اگر میں تجھ کو دیکھوں گا کہ اپنے متھے کوزمین پر رکھا ہے تو تیری گردن کاٹ ڈالوں گا۔ ہر چند یہ آیت اس لعین کے حق میں نازل ہوئی، لیکن اب بھی جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی سے روکے اور منع کرے، وہ بھی اسی وعید اوربرائی میں شامل ہے۔'' انتھی

بے شک جس مسجد میں اِذن عام نہ ہواورجمعہ کی نماز پڑھنے سے کسی کوروک دیا جائے، وہاں جمعہ مطابق مذہب حنفی کے درست نہیں، جیسا کہ اور شروط مثل وقتِ ظہر اورجماعت وغیرہ کے نہ پائے جانے سے جمعہ کی نماز درست نہیں ہوگی۔ اگر کسی نے ظہر کے وقت سے پہلے یا بغیر جماعت کے جمعہ کی نماز پڑھی توکسی طرح درست نہیں ہوگی، اسی طرح اِذن عام نہ پائے جانے سے بھی درست نہیں۔ درمختار میں ہے : ''ویشترط لصحة الجمعة سبعة أشياء۔ ۔ ۔ السابع : الإذن العام'' [5] انتھی ''جمعہ کے صحیح ہونے کے واسطے سات چیزیں شرط ہیں، ساتویں شرط اذن عام ہے۔'' ''ردالمختار'' حاشیہ درمختار میں ہے :

''قولہ : الِإذن العام أي أن يأذن للناس إذنا عاما بأن لايمنع أحدا ممن يصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذي تصلیٰ فیه''[6] انتهى

لوگوں کے واسطے عام اذن دے، بایں طور کہ کسی کو منع نہیں کرے کہ جس سے جمعہ صحیح ہو داخل ہواس جگہ سے کہ جہاں نماز پڑھی جائے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''ومنها الإذن العام، وهو أن تفتح أبواب الجامع فيؤذن للناس كافة، حتى أن جماعة لو اجتمعوا في الجامع، وأغلقوا أبواب المسجد على أنفسهم، وجمعوا، لم يجز، وكذلك السلطان إذا أراد أن يجمع بحشمه في داره، فإن فتح باب الدار، وأذن إذنا عاما، جازت صلاته، شهدها العامة أو لم يشهدوها، كذا في المحيط''[7]

''انھی شرطوں میں سے اذن عام ہے، وہ یہ ہے کہ جامع مسجد کے دروازے کو کھول دے اور سب لوگوں کو اذن عام دے، یہاں تک کہ اگر ایک جماعت جمع ہو جائے اور مسجد کے دروازے کو بند کرلیں اور جمعہ کی نماز پڑھیں تو نماز صحیح نہیں ہوگی، اسی طرح جب بادشاہ ارادہ کرے کہ لشکر کے ساتھ اپنے گھر میں جمعہ کی نماز پڑھے، پس اگر گھر کا دروازہ کھول دیا اور سب لوگوں کو اذن عام دیا تو نماز جائز ہوگی، لوگ حاضر ہوں یا نہ حاضر ہوں، ایسے ہی محیط میں ہے۔''

''شرح مواہب الرحمن لأدلة مذهب النعمان'' میں ہے:

''منها الإذن العام وهو أن يفتح أبواب الجامع، ويؤذن للناس، حتى لو اجتمعوا جماعة في الجامع، وأغلقوا الأبواب، وجمعوا لم يجز، وكذا السلطان إذا أراد أن يصلى بحشمه في قصره، فإن فتح بابه، وأذن الناس إذنا عاما، جازت صلاته، شهدتها العامة أولا، وإن لم يفتح بابه ولم يأذن لهم بالدخول لايجزئه'' انتهى

[جمعے کی شروط میں سے اِذنِ عام (عام اجازت) ہے، یعنی جامع مسجد کے دروازوں کو کھول دے اور لوگوں کو آنے کی اجازت دے، حتی کہ اگر ایک جماعت اکٹھی ہو کر جامع مسجد میں دروازے بند کر کے جمعہ پڑھ لے تو ایسا جمعہ جائز نہیں ہے، اسی طرح بادشاہ اگر اپنے محل میں اپنے لوگوں کو لے کر نماز پڑھے تو اگر وہ دروازے کھول کر لوگوں کو آنے کی عام اجازت دے دے تو اس کی نماز صحیح ہے، عام لوگ آئیں یا نہ آئیں، لیکن اگر اپنا دروازہ نہیں کھولتا اور لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا تو اس کا جمعہ نہیں ہوگا]

کافروں کو مسجد میں آنے کی اجازت دینا حنفی مذہب میں درست ہے، جیسا کہ خاتم المفسرین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر ''فتح العزیز'' میں فرماتے ہیں:

''وامام اعظم رحمہ اللہ میگویند کہ درآمدن کافر درہمہ مساجد درست است زیراکہ درزمان سعادت نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمان را کو کافر بودند درمسجد فروکش میکنانیدند چنانچہ وفد ثقیف را ودگروفودراو نیز بتواتر معلوم ست کہ برائے ملاقات آنحضرت علیہ السلام یہودیان و نصاریٰ ومشرکی بے طلب اذن وپروانگی درمسجد می آمدند ومی نشستند وثمامہ بن اثال حنفی را آنحضرت علیہ السلام درحالت کفر بستونے از ستونہائے مسجد بستہ گزاشتہ بودند وناسخ ایں عمل مستمر آنحضرت علیہ السلام ہم وارد نشدہ'' انتہی

[امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کافر کا ہر مسجد میں آنا درست ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ سعادت نشان میں مہمان کو، اگرچہ وہ کافر ہی ہوتا ہے، مسجد میں ٹھہرایا جاتا تھا۔ چنانچہ وفدِ ثقیف اور دیگر وفود مسجد ہی میں فروکش ہوتے تھے۔ نیز تواتر کے ساتھ یہ معلوم ہے کہ یہودی، نصرانی اور مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے اذن واجازت طلب کیے بغیر مسجد میں آتے اور بیٹھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ بن اثال حنفی کو حالتِ کفر میں مسجد (نبوی) کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس متواتر سنت اور طریقے کو منسوخ کرنے والی کوئی چیز بھی وارد نہیں ہوئی ہے]

ہدایہ میں مرقوم ہے کہ قبیلہ ثقیف کے جو سفیر آئے تھے اور وہ کفار تھے، ان کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد میں اتارا تھا۔[8]

تفسیر ابوالسعود اور تفسیر مظہری و دیگر کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، جو مسلمان بھی نہ تھے، بلکہ عیسائی مذہب رکھتے تھے اور وہ لوگ مع افسر، جس کا نام عبدالمسیح تھا، ساٹھ آدمی تھے۔ یہ سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ میں مقام نجران سے سفیر

آئے تھے، آپ کی مسجد میں داخل ہوئے، وہیں ان کی نماز کا وقت آگیا تو نماز پڑھنے کو کھڑے ہوگئے۔ بعض اشخاص حاضرین ان کے مزاحم ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو نماز پڑھنے کی اجازت دی اور ان بے جا مزاحمت کرنے والوں کو ان کی اس بے جا مزاحمت سے روکا۔ انھوں نے حسبِ اجازت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مقدس مسجد میں اپنے طریقے کے مطابق رو بمشرق، یعنی بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔[9]

عجیب امر ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو غیر مذہب والوں کو بھی اپنی مقدس مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دیں اور اب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو مسجد میں آنے اور نماز پڑھنے سے روکتا ہے اور منع کرتا ہے اور پھر دعویٰ کرتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں؟ یہ تعصب اور نفسانیت ہے۔ اللہ جل شانہ سب مسلمانوں کو نیکی کی توفیق دے اور نفسانیت اور تعصب اور ضد سے بچائے۔

---

[1] تفسیر أبي السعود (۱/۱۴۹)

[2] تفسیر المظهري (۱/۲۱۱)

[3] تفسیر الجلالین (ص: ۲۲)

[4] تفسیر النسفي (۱/۱۱۸)

[5] الدر المختار (۲/۱۳۷، ۱۵۱)

[6] رد المحتار (۲/۱۶۴)

[7] فتاویٰ عالم گیری (۱/۱۴۸)

[8] البنایة في شرح الهدایة (۱/۳۷۶) نیز دیکھیں: نصب الرایة (۴/۳۳۵) اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

[9] تفسیر أبي السعود (۲/۳) تفسیر المظهري (۲/۲)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ: 245

محدث فتویٰ